Epistemology: Vol.7, Issue 7 Jan 2020
DOI: 10.37327/epistemology.007.07.8188
OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
www.epistemology.pk

اخلاقی اقدار کی اہمیت و اثرات
(فکر اقبال کی روشنی میں)
IMPORTANCE AND INFLUENCES OF MORALITY IN THE LIGHT OF IQBAL'S THOUGHT

Dr. Aqeel Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

Dr. Shamsul Arifeen
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

Abstract: There are three basic dimensions of human life thoughts, worship (ٰIbadat) and matters. Thoughts belongs to faith worship (Ibadat) connected with Shariah and matters depends on morality. Faith and worship help to the development of ethical behaviors. Good ethical behavior is fruit of purified thoughts and deeds. One of the objects of the Revelation of last Prophet Muhammad was to completion of morality. Because of the importance and influence of ethics, in every era Muslim Scholars discussed the ethics according to their intellect. In South Asia, renowned Philosopher, scholar and poet Allama Dr. Muhammad Iqbal presented his ideas for the betterment of Muslims circumstances both individually and collectively. Iqbal was specially focused on thought and character purification. According to Iqbal with the help of purified thought and character prosperous society came in to being. In this paper an attempt was made to discussed the importance and influences of morality in the light of Iqbal's Thought..

Keywords:Muhammadﷺ, Allama, Iqbal, Ishq, Wafa, Akhlaq, Samaj, Islam.

انسانی زندگی کی تین بنیادی جہات ہیں افکار ،عبادات اور معاملات ،افکار کا تعلق عقائد ،عبادات کا شریعت اور معاملات کا تعلق اخلاق سے ہوتا ہے افکاراورعبادات اخلاق و اقدار کو استحکام عطا کر تے ہیں اعلیٰ افکار و کردار کا ثمر پاکیزہ اخلاق ہی کی صورت میں سامنے آتا ہے نبی آخر الزماں ... مصطفےٰ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد حسن اخلاق کی تکمیل بھی

ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علما و محققین نے اخلاقی اقدار اور رویوں کو خصوصی طور پر موضوع بحث بنایا ہے ۔ جنوبی ایشیا میں مسلم حکو مت کے زوال کے بعد جب مسلمانوں کو سیاسی ، سماجی ، معاشی اور تعلیمی میدانوں میں پسماندگی کا سامنا کرنا پڑا تو در د مند علما و مفکرین نے اپنی فکری اور علمی صلاحیتوں کے اعتبار سے مسلمانوں کو دور غلامی اور زوال کے نکالنے کی کوشش کی انہی علما و مفکرین میں ایک ممتاز نام علامہ ڈاکٹر محمداقبال ؒ(م:1938)کا ہے ۔علامہ اس عہد کی ممتاز ترین شخصیت اس لحاظ سے بھی ہیں کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے سماجی نظاموں کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ بنفس نفیس مشاہدہ اور پھر موازنہ کر کے اپنے افکار عالیہ اقوام عالم اور بالخصوص مسلمانوں کے سامنے پیش کیے اور ان پر واضح کیا کہ وہ کس انداز سے کس طرح مختلف جہات میں مسائل حل کر کےایک باعزت ،باہمت اور باکردار قوم کے طور پر دنیا کے سامنے آسکتے ہیں ۔ علامہ نے اس ضمن میں جو رہنما اصول دیے ہیں اس میں ایک بنیادی اصول اخلاقی اقدار کی پاسداری اور فروغ بھی شامل ہے۔علامہ نے اخلاق کے حوالے سے اپنی فکر کا مختلف صورتوں میں اظہار کیا ہے ۔فرد کی تہذیب ،اصلاح اور فلاح کے لیے علامہ نے مکارم اخلاق کو بنیاد قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں کلام اقبال میں ایسی صفات،شخصیات،واقعات ،لمحات اور مقامات کا بکثرت ذکر ملتا ہے جن سے اخلاق کی اہمیت و اثرات واضح ہوتے ہیں ۔علامہ فرماتے ہیں:

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(1)

اس شعر میں علامہ نے تین اخلاقی اوصاف صداقت،عدالت اور شجاعت کا ذکر کر کے ان کو امامت یعنیLeadership کی بنیاد قرار دیا ہے۔واضح رہے کہ اقبال کے ہاں لیڈر اور حکمران میں فرق ہے ۔یہ حقیقت بھی ہے کہ اکثر حکمران لیڈ (Lead)کی صلاحیت سے بے بہرہ نظر آتے ہیں ۔جبکہ اکثر رہنما (Leaders) اقتدار سے دور رہے ہیں اس تصور کو اگر ذات اقبال کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو یہ حقیقت ضرور منکشف ہوجائے گی کہ اقبال کبھی بھی مسند اقتدار پر فائز نہیں رہے لیکن ان کا رہبر و رہنما ہونا ایک مسلمہ حقیقت (Proved Reality)ہے۔’’سبق پھر پڑھ ‘‘کا جملہ فرد کی تعلیم و تربیت کی طرف اشارہ ہے اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ تعلیم جو جوہر اخلاق سے خالی ہے اس سے رہبر و رہنما پیدا ہونے کا تصور کرناخیالِ عبث ہے۔

کلام اقبال میں ان تاریخی اسلامی واقعات ، حادثات،انقلابات کے حوالے سے بکثر ت تلمیحات کا ذکر ہےجن کی اثرآفرینی کی مختلف جہات ہیں جس

میں ایک جہت اخلاقی اہمیت کو اجاگر کرنا اور اس کے اثرات خیر کا فکر انسانی کو شعور عطا کرنا ہے ۔

علامہ کے کلام میں ہمیں میرحجاز ،قافلہ حجاز ،صاحب اوصاف حجازی کا ذکر نظر آتا ہے علامہ کی اس سے مرادذہن کو حجاز مقدس کے قرن اول کی طرف راغب کرنا مقصود ہے جہاں میر حجاز حضرت محمد رسول اللہ بنفس نفیس ان شتر بانوں ،صحرا نوردوں، خانہ بدوشوں اوربدویوں کو اس طرح جوہر اخلاق سےمزین کرتے نظر آ تےہیں ۔کہ جو نہ صرف خود اس سے آراستہ ہوئے بلکہ اقوام عالم کو بھی اخلاق کے ثمر کی لذتوں سے آشنا کر گئے۔اقبال نے اپنے کلام میں حضور اکرم کا ذکر مبارک مختلف زاویوں سے کر کے نسبت رسول سے مستحکم کرنےہی کی تدبیر کی ہے اور یہ باور کرایا ہے کی بندہ مولا صفات بننے سے قبل اس نسبت کا اتقان حاصل کرنا ضروری ہے ۔اقبال مومن کو بندہ ٔمولا صفات بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اللہ کی لامحدود صفات میں صدق ،عدل ،رحم، کرم ،فضل ، احسان اور عفو وغیرہ نمایاں ہیں بندہ مومن اگر صرف انہی صفات سےمتصف ہوجائے تو اس کے بندہ مولا صفات بننے میں دیر نہیں لگے گی اور پھر ان صفات کا ظہور جب مختلف اوقات و معاملات میں ہوگا تو مومن کی ہر مرتبہ نئی شان ہی نظر آئے گی۔جیسا کہ علامہ فرتے ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان(2)

نئی شان یعنی وہ اخلاق جو خلق عظیم سے نسبت کے بعد ظہور پذیر ہوگا اس کا اثر ''آن ''(عزت)کی صورت ہی میں ہوگا پھر اس اثر کے بعد پستی سےبلندی ،زوال سے عروج کا سفر شروع ہوگا لیکن اس کے لیےمنہج صرف محمدی ہی اختیار کرنا پڑے گا جیسا کہ فرمایا:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد( )سے اجالا کر دے(3)

اسم محمد ہی سے اجالا ممکن ہے فکر و عمل کی ظلمتیں ہوں ،یا حالات و واقعات کی، رسم ورواج کی ہوں، یا تمدن نو کی ، سب اسم محمد ہی سے کافور ہوں گی۔اسم محمد کی اگر معنویت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ:

فالمحمد ھوالذی حُمِدَ مرةً بعد مرةٍ(4)یعنی محمد اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

اس ذات کریم کو جس جہت اورجس پہلو کے تناظر میں بھی دیکھا جائے گا تو خیر اور تعریف ہی سامنے آئے گی۔اب جو کوئی ''محمد رسول اللہ ''(5)کہتا ہے اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسم محمد کی معنویت سے اپنی ذات اور ماحول کو

آراستہ کرے تاکہ اس سے خیر اور حسن خُلق کا ظہور ہو۔یہی علامہ کا مدعا ہے کہ '' دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے''کلام اقبال میں ذات رسالت مآب کاجس جہت میں بھی ذکر ہوا ہے اس میں دو پہلو نمایاں ہیں ۔ایک ہے فکری وابستگی جس کے لیے علامہ نے عشق کی اصطلاح استعمال کی ہے ۔دوسر ا ہے عملی وابستگی جس کے لیے علامہ وفا کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں ۔عشق وو فا کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے عشق کا تقاضا وفا ہے اور وفا کی اساس عشق ہے وفا کے بغیر عشق کا دعویٰ سوائے لفظی اظہار کے کچھ نہیں اور عشق کے بغیر وفا نقالی کے سوا کچھ بھی نہیں۔اس لیے محمد سے وفا کے لیے اقبال عشق کو اساس قرار دیتے ہیں تاکہ فکری اتقان کے ساتھ ساتھ عملی رسوخ و پختگی بھی نظر آئے ۔اور پھر اسی سے "خلق عظیم"(6)کے رنگ پردہ حیات Life) (Canvasپر نظر آئیں گے۔

انفرادی و اجتماعی طور پرحسن خلق کے اظہار ہی سے معاشرہ آسودہ حال ہوگا۔ہم دیکھتے ہیں کہ سماج میں فتنہ و فساد،تخریب و دہشت ،عدم برداشت ،نظم و ضبط کا فقدان اور دیگر عملی کمزوریوں کی بنیادی وجہ اخلاق حسنہ سے دوری ہی ہے ۔ایک تعلیم یافتہ شخص اگر با اخلاق نہیں تو اس کی ذات سے معاشرہ حقیقی طور پر بہرہ یاب نہیں ہوسکتا اگر جدید نظام تعلیم اور علوم و فنون میں اخلاقی تعلیمات کا ایک معقول نصاب فکر اقبال کی روشنی میں شامل کر لیا جائے تو احترام آدمیت،انسانی اقدار کی پاسداری کے ساتھ خیر پر مبنی رویوں کا فروغ ہوگا۔علامہ فرماتے ہیں:

حضور !دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی ہوجس میں بو وہ کلی نہیں ملتی (7)

کلام اقبال میں صالحین کا تذکرہ بھی خوب کیا گیا ہے ۔ایک صوفی،ولی اور مرد صالح کا بنیادی وصف مضبوط فکر کے ساتھ اس کا اعلیٰ اور پاکیزہ کردار ہی ہوتا ہے ۔جس سے اسوۂ حسنہ کے رنگ نظر آتے ہیں ۔علامہ نے صالحین کا ذکر ان کے افکار عالیہ اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی عظمتوں ہی کے تناظر میں کیا ہے۔پھر صالحین میں سے بھی ان کا ذکر بڑے خاص پیرائے میں نظر آتا ہے جن کے فکر و اخلا ق کے سماج پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے جیسے سید ہجویر ،پیر سنجر،پیر رومی،امام غزالی،شیخ مجدد وغیرہ تزکیہ نفوس اور مکارم اخلاق کے حوالے سے اقبال نہ صرف صالحین کا ذکر کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی روحانی ،فکری اور قلبی نسبتوں کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

کلام اقبال میں شخصیات ،مقامات اور واقعات کے علاوہ ان خاص لمحات و کیفیات کا ذکر بھی ملتا ہے جو تزکیہ و اخلاق کے حوالے سے ہے۔لمحات کے حوالے سے وقت سحر کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔علامہ بذات خود سحر کے ان وجدو کیف آفریں لمحات سے حظ وافر اٹھاتے رہے ہیں اس لیے ان لمحوں کو طہارت باطن و اخلاق کے لیے بڑا مجرب نسخہ خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عطار ہو ،رومی ہو ،رازی ہو،غزالی ہو
کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحر گاہی(8)

حصول فیض اور تہذیب اخلاق و کردار کے لیے اس وقت خاص کی اہمیت علامہ کے اس شعر سے عیاں ہے ۔اعلیٰ اخلاق و روایات رکھنے والا بندہ ہی انسانیت کا درد رکھتا ہے سماج سے اخلاقی بیماریوں سے قبل وہ اپنا محاسبہ نفس کر کے خود رذائل اخلاق سے مجتنب ہو کر اپنے افکار و اخلاق کو مجلّی،مصفّی اور مزکّی کرتا ہے علامہ کے ہاں اس کے لیے سحر خیزی کے ساتھ شب بیداری بھی نظر آتی ہے اور اس کو وہ صحبت صالح کا فیض قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیمیاپیدا کن از مشتے گلے
بوسہ زن بر آستانِ کا ملے(9)

عصری تہذیب جس نے زندگی کو آسائشوں سے بھرپور تو کردیا ہے ۔لیکن آسائشوں کے حصول کے لیے مادیت قلوب و اذہان پر غالب ہورہی ہے جس میں روحانی و اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال کر رشتوں کا تقدس اور انسانی اقدار ووقار کو ختم کر کے طبقاتی نظام کو جنم دیا ہے۔اخلاقیات کا تعلق کاروباری ترقی و ساکھ یا معا ملات میں اپنے وقار کو برقرار رکھنے تک ہے اس کے لیے کاروباری اخلاقیات(Professional Ethics)کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ کار حیات میں اخلاقیات کو اس طرح محدود کرنے کا مقصد سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)کو فروغ دینے کی ایک سبیل ہے۔جب کہ اسلامی تہذیب نے اخلاقی رویہ کوانسانی حیات کا جوہر قرار دیا ہے۔اس کو کامل ایمان اور بعثت نبوت کا بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے علامہ نے فرمایا تھا کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی(10)

علامہ کے اس فلسفہ فکر نے ملت اسلامیہ کے مردہ معاشروں کو توانائی عطا کرنے کے ساتھ ان کے نظریات کا تعین بھی کیااور ان کو وہی سبق پڑھانے اور سمجھانے کی بھرپور سعی کی جس کی نظریاتی سرحدیں دار ارقم اور صفہ سے جا ملتی ہیں۔عصر حاضر کے نظام ہائے سیاست ،معیشت،معاشرت،سفارت اور

تعلیم و تعلم کے طریق کا راور اقوام عالم پر اس کے اثرات کے تناظر میں علامہ نے امت مسلمہ کو خواب غفلت سے جگا کر ان کو انکی نظری،عملی ،تاریخی ،تہذیبی اور اخلاقی عظمتوں و نسبتو ں کا کامل شعور عطا ء کیا اور یہ کہہ گئے:

لا پھر اک بار وہی بادہ ٔو جام اے ساقی
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی(11)

خلاصہ

حضور اکرم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد اخلاق کی تکمیل بھی تھا۔رویوں کی تطہیر،تہذیب اور تصویب کا ادراک اخلاق کے بغیر ممکن نہیں۔ انسانی معاملات کی اساس رویوں پر ہوتی ہے اور رویوں کی اساس اخلاق ہوتے ہیں۔ مسلم علماء و مفکرین نے ہر عہد میں اخلاق کی اہمیت اور فوائد و اثرات کے پیش نظر حیات انسانی کی اس بنیادی جہت پر اپنے اپنے رشحات مطالعہ و تحقیق پیش کیے ہیں۔ جنوبی ایشیا میں مسلم عہد زوال میں یہاں کے وہ علماء و مفکرین جو ملت کا درد محسوس کرتے تھے۔انہوں نے مسلم تہذیب و اخلاق کے احیاء و فروغ کے لیے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔انہی میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا بھی ہے۔جنہوں نے اپنےپر اثر شاعری میں مسلم تہذیب و اخلاق کو بڑے اعلیٰ پیرائے میں پیش کر کے نہ صرف مسلم مسائل حیات کی تشخیص کی بلکہ اس کے تدارک کے حوالے سے بھی مکمل رہنمائی کی۔فکر اقبال کا بنیادی وظیفہ ذات رسالت سے کامل وابستگی ہی رہا جس کےلیے وہ عشق اور وفا کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔عشق عقیدہ اور ایمان کا اظہار ہے اور وفا خلق محمدی کی اتباع کا نام ہے ۔فکر اقبال میں ہر وہ جہت نظر آتی ہے جو اخلاقی اقدار کے فروغ کی فکر کو توانا کرتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات و حواشی (References)

1۔کلیات اقبال،بانگ درا،طلوع اسلام،اقبال اکادمی لاہور،سن طباعت ۱۹۹۰،ص۳۰۰
Kuliyat Iqbal, Bang-e-Dara, Taloo e Islam, Iqbal Ikadmi, Lahore, Edition 1990, P:300

2۔کلیات اقبال ، ضرب کلیم،مرد مسلمان،مذکور،ص۵۷۳
Kuliyat Iqbal, Zarb-e-Kaleem, Mard e Muslim, P:573

3۔ کلیات اقبال،بانگ درا،جواب شکوہ،مذکور،ص۲۳۶
Kuliyat Iqbal, Bang-e-Dara, Jawab e Shikwa, P:236

4۔کیرانوی،وحید الزماں قاسمی،القاموس الوحید،ادارہ اسلامیات،۲۰۰۱، ج۱ص۳۷۳
Kairanvi, Waheeduzaman Qasmi, Al-Qamoos Al Waheed, Idara e Islamiyat, Vol:01, P:373

5-سورۃ الفتح،39
Sura Al Fateh, 39
6-سورۃ القلم،04
Sura Al Qalam, 04
7-کلیات اقبال،بانگ درا،حضور رسالت مآب ﷺ میں،مذکور،ص۲۲۵
Kuliyat Iqbal, Bang e Dara, Huzoor e Risalat e Maab (PBUH) mein, P:225
8-کلیات اقبال،بال جبریل،حصہ دوم،مذکور،ص۳۸۵
Kuliyat Iqbal, Bal e Jibreel, Part:II, P:385
9-کلیات اقبال، بانگ درا،مذہب،مذکور،ص۲۲۷
Kuliyat Iqbal, Bang e Dara, Mazhib, P:227
10-کلیات اقبال،بال جبریل،حصہ اول نمبر ۸،مذکور،ص۳۵۱
Kuliyat Iqbal, Bal e Jibreel, Part:I, No: 08, P:351